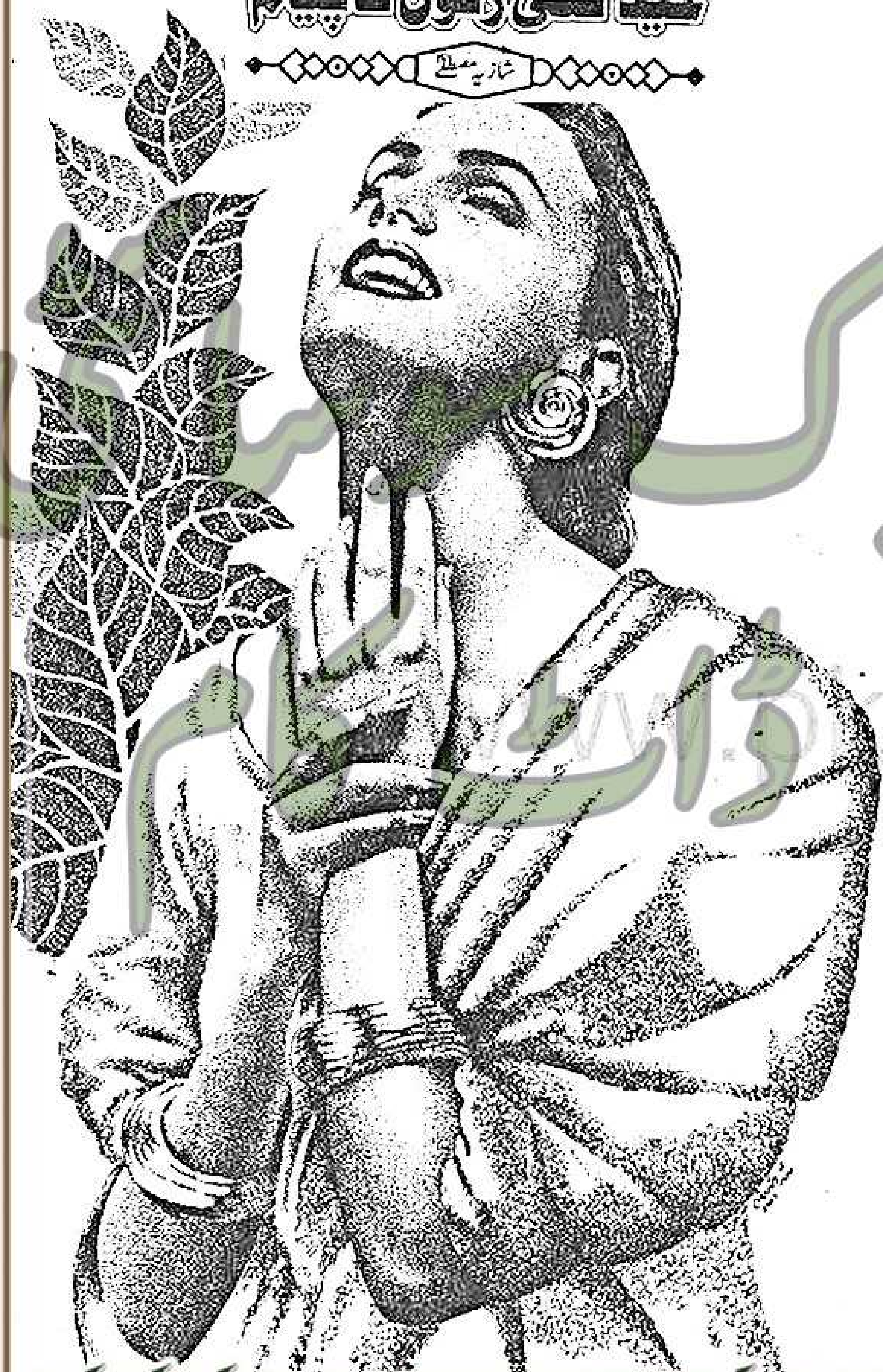
عید نئی رتوں کا پیام

شازیہ مصطفےٰ



عید نئی رتوں کا پیام

شازیہ مصطفےٰ

''میں آپ کو سمجھا سمجھا کے تھک گیا ہوں مگر لگتا ہے آپ کی عقل کا خانہ خالی ہے۔'' عدیم نے اسے سخت سست سنانے کے بعد کہا۔

''چپ کرو تمیز سے بات کیا کرو تم سے بڑی ہوں میرے دادا ابا مت بنا کرو۔'' شاہین نے اس کے سر پر ایک چپت ہی لگائی۔

عدیم خجل سا ہو گیا اپنی عینک کو شہادت کی انگلی سے ناک پر درست کی اور اس کا اتنا سنجیدہ اور غصہ سے بھرا چہرہ سرد نگاہوں سے دیکھا۔

''یاد رکھنا تم بھائی چھوٹا بھی ہو مگر اس کا مان بڑا ہوتا ہے۔'' شاہین نے سنک میں کپ زور سے رکھنا اور دوپٹہ شانوں پر برابر کیا اسے گھورنے لگی۔

''سنو تم شیزاء سے تو دب جاتے ہو مگر مجھ پر

ناولٹ

اپنا رعب کیوں ڈالتے ہو۔''

''شاہین باجی آپ ہر وقت لڑنے کو کیوں تیار رہتی ہیں۔'' وہ کھسیا کر چیئر سے اٹھا وہ تو اس کی دلجوئی کرتا تھا سمجھاتا تھا مگر شاہین کا تو دل اتنا ٹوٹ گیا تھا کہ عدیم کے سمجھانے کا بھی اس پر اثر نہیں ہوتا تھا اور اس کی کوشش ہوتی کہ وہ خوش رہے۔

''نہیں کرنی میں تم سے بات جاؤ یہاں سے۔'' وہ غصہ میں آ گئی۔

اس سے چھوٹا تھا اس کی شاہین سے دوستی بھی بہت تھی اپنی ہر بات اس سے شیئر بھی کرتا تھا پھر جب سے شیزاء کی شادی ہوئی تھی شاہین خود کو تنہا محسوس کرتی تھی وہ ہر وقت اس کا خیال کرتا تھا۔

''فضول کی بک بک مت کیا کرو۔'' وہ جھینپ گئی۔

''اللہ بک بک کہہ دیا آج تو تم نے زلیخا۔'' وہ پھر شوخی پر اتر آیا شاہین نے پھر گھورا۔

''مجھے پھر تم اس نام سے پکارنے لگے۔''

''کیوں پاکیزہ آج تم زلیخا لگ رہی ہو۔''



وہ اس کے غصے کی مطلق پروا نہیں کرتا تھا۔

''عدیم کسی دن تمہیں گنجا کردوں گی۔''

''ہاں پتہ ہے تم نائی ہو۔'' وہ کسی بھی طرح اس کا موڈ ٹھیک کرنا چاہ رہا تھا جو آج خاصی مایوسی کی باتیں کررہی تھی۔

''وہ خوبصورت کیوں نہیں ہے رنگ کیوں اتنا کالا ہے کب تک سب کے سامنے تماشا بنتی رہے گی۔'' عدیم اسے ہر نئے انداز سے سمجھاتا جو کچھ بہل جاتی مگر دو دن بعد پھر اس پر اداسی کا دورہ پڑ جاتا تھا۔

''شاہین باجی بس ختم کریں یہ اداسی والا موڈ۔'' وہ بےزاری سے بولا تھا وہ بدستور کچن کے کاموں میں مصروف تھی۔

''نہیں دل کرتا میرا کسی سے بات کرنے کو نہیں ہوتی مجھ سے اداسی ختم۔'' وہ تیز لہجے میں گویا ہوئی۔

''ٹھیک ہے جب موڈ ٹھیک ہوجائے اداسی کے بادل چھٹ جائیں مجھے بلا بھیجئے گا۔'' چائے کا مگ خالی کرکے اس کے ہاتھ میں تھما کے بولا۔

''دیکھا فوراً مجھ پر غصہ کرنے لگے تم۔''

''آپ کے مزاج ہی ٹھیک نہیں ہورہے ہیں میں بھی انسان ہوں میں بھی پریشان ہوتا ہوں، مگر میں آپ کو پریشان دیکھ کر فوراً آپ کے پاس چلا آتا ہوں۔''

''احسان کررہے ہو۔'' شاہین کے چہرے پر افسردگی تھی۔

''کچھ بھی سمجھ لیں میں جارہا ہوں۔'' وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا وہ اپنے پورشن میں چلا گیا تھا شاہین کے آنسو نکل پڑے تھے۔

آج پھر وہ اپنی ڈائری لے کے بیٹھ گئی تھی قلم چلتا جارہا تھا آنسو ٹپ ٹپ اس کے ہاتھوں پر گر رہے تھے رخسار بھیگ چکے تھے چھ سال سے وہ جس اذیت سے گزر رہی تھی وہ ہی جانتی تھی چھپ چھپ کے وہ اپنے آنسو بہاتی تھی کیونکہ اگر امی کو خبر ہوگئی تو سب سے زیادہ وہی فکرمند ہوں گی، اپنے دل کی ساری باتیں وہ شیزا سے کرتی تھی پچھلے سال اس کی بھی شادی ہوگئی تھی اس سے چھوٹا عدیم جس سے شروع سے بنتی تھی تینوں جہاں موجود ہوتے محفل زعفران زار بنتی عدیم کی بھی چند ماہ پہلے ہی جاب لگ گئی تھی سارا دن وہ جاب پر ہوتا رات کو یا پھر اے چھٹی کے دو دن ملتے تو شاہین کے پاس گزرتا تھا اور وہ ہمیشہ اس سے بڑا بن کے سمجھانے کی بہت کوشش کرتا تھا کل سے اس کا دل اس بات پر اداس تھا کہ جو رشتہ اس کے لئے آیا تھا انہوں نے یہ کہہ کر منع کر دیا تھا کہ ہمیں گوری رنگت کی لڑکی چاہیے، اس وقت سے دل اتنا رنجور اور غم زدہ تھا کہ رونا آئے جارہا تھا عدیم کو اس کے آنسو بہانے سے سخت چڑ تھی جانے کتنی دیر تک اپنا شغل جاری رکھتی کہ حمزہ نے اسے پکار لیا۔

''وہ پھپھو نگہت آنٹی آئی ہوئی ہیں امی تو نہا رہی ہیں دادی جان کہہ رہی ہیں آپ چائے وغیرہ بنادیں ان کے لئے۔''

''اوں ہوں۔'' اسے ان کے آنے سے سخت چڑ تھی کیونکہ گزشتہ تین سالوں سے انہیں اپنے گھر آتا جاتا دیکھتی تھی کافی دیر تک بیٹھ کے جاتی ہیں سمجھ نہیں آتی تھی امی سے باتیں کیا کرتی ہیں کبھی ان کا بیٹا چھوڑ کے جاتا تو کبھی لینے آتا۔ چائے بنا کے وہ امی کے روم میں لے آئی وہ بیڈ پر دونوں پاؤں اوپر سمیٹے ہوئے بیٹھی تھیں شاہین نے مودب انداز میں سلام کیا۔

''باجی میں نے منع بھی کیا تھا تمہیں اس وقت کسی چیز کی ضرورت نہیں۔'' نگہت آنٹی شرمندہ ہوتے ہوئے گویا ہوئیں۔

''ارے جب بھی آتی ہو ایسے ہی چلی جاتی

ہو۔'' امی نے جھٹ کہا، نگہت آنٹی جب بھی آتی شاہین کا تفصیلی جائزہ ضرور لیتی تھی، پنک لان کے کپڑوں میں اس کی سنہری رنگت دمک رہی تھی اس نے کمرے کی بکھری چیزیں عادت کے مطابق سمیٹنا شروع کردی تھیں، ہاشم اور فواد ان کے کمرے میں اپنی کتابیں پھیلائے رکھتے تھے۔

''ہمارے گھر میں بھی یہی کتابوں کا پھیلاوا رہتا ہے، میں کتنا سمیٹوں فروا سمیٹتی رہتی ہے۔'' نگہت آنٹی نے اپنے گھر کی روداد سنائی۔

''آنٹی آپ کے لئے کولڈ ڈرنک لے آؤں۔'' شاہین نے دیکھا چائے کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔

''نہیں بیٹا میرے معدے کا مسئلہ ہے میں وقت بے وقت کھا پی نہیں سکتی، پھر میرا اپنا گھر ہے تکلف کیسا۔'' امی مسکرانے لگیں۔

''باجی شاہین کی کہیں بات وغیرہ چلی؟''

''ارے تمہیں تو پتہ ہے رشتے وہ بھی اچھے ملنا مشکل ہے۔'' وہ افسردگی سے بولیں انہیں دن رات شاہین کی فکر رہتی تھی۔

''میرے شہریار کا بھی دیکھو مسئلہ ہی اٹکا ہوا ہے ہماری بھاوج کوئی مثبت جواب ہی نہیں دے رہی ہے۔'' وہ بھی گویا ہوئیں۔

''تم کیوں اس کے پیچھے پڑی ہوئی ہو کہیں اور دیکھو لڑکی اسے کیا کمی ہے۔'' امی نے عام سے ہی لہجے میں کہا تھا نگہت پھپھو خاموش ہوگئی تھیں کیونکہ وہ جب بھی یہاں آتی تھیں اپنا مدعا بیان کئے بغیر ہی چلی جاتی تھیں بولنے کی ہمت ہی نہیں پڑتی تھی کہ اپنے شہریار کے لئے شاہین کا رشتہ مانگ لیں۔

''میری سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ آپ کو آخر اتنی بےزاری کیوں رہتی ہے میں سچ کہہ رہا ہوں شاہین باجی اگر آپ نے ایسا ہی رویہ رکھنا ہے میں ایک ہفتے تک آپ سے بات نہیں کروں گا پھر چاہے آپ روتی رہیں چلاتی رہیں میں بالکل پروا نہیں کروں گا۔'' وہ دونوں ہاتھ پشت پر ٹکائے شاہین کو وارننگ دے رہا تھا۔

''تم مجھے ہی برا کہا کرو کیسے بھائی ہو بہن پریشان ہے تم الٹا مجھ پر غصہ نکال رہے ہو۔'' اسے عدیم کی یہ باتیں اکثر دکھ دیتی تھیں، یہ نہیں تھا کہ وہ اس کی پروا نہیں کرتا تھا اسے فکر بھی اس کی سب سے زیادہ رہتی تھی۔

''ارے تو کتنی دیر سے بکواس کررہا ہوں کہ وہ نہیں تھا تمہارے قابل کیوں فضول میں اپنا دماغ خراب کرلی ہو۔'' اسے جب بھی شاہین کا موڈ درست کرنا ہوتا تھا آپ سے تم پر آجاتا تھا۔

''میرا تماشا بنا کے رکھا ہوا ہے آنے والے لوگوں نے میں صرف عدیم امی کی خوشی کی خاطر چپ رہتی ہوں اگر خیال ہے تو مجھے امی کا ہے۔'' اپنی روئی روئی آنکھوں سے عدیم کو دیکھا۔

''جب آپ تائی امی کی خوشی کی خاطر ہر بار سب کے سامنے آتی ہیں تو کیوں ٹینشن لیتی ہیں دیکھیے گا آپ کی اتنی اچھی جگہ شادی ہوگی کہ آپ ہم سب کو بھلا دیں گی اور مجھے تو بالکل ہی۔'' وہ مسکرا کے اسے چھیڑنے لگا۔

''پتہ نہیں میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے۔'' وہ کھسیا کے گویا ہوئی۔

''دماغ پر زیادہ زور مت دیں آرام سے سو جائیں کیونکہ مجھے تو بہت نیند آرہی ہے۔'' عدیم نے انگڑائی لے کے جمائی لی۔

''مجھے تمہاری اسی بات پر اور غصہ آتا ہے تم سے بات کرنے کو ترس گئی ہوں اور وہ شیزا سسرال جا کے ایسی مگن ہوئی ہے کہ فون تک نہیں کرتی ہے۔''

''آپ کو پتہ ہی ہے اس کے گھر فون تو ہے نہیں سیل یوز کرتی ہے زیادہ میں ہی کرتا ہوں وہ

ہمیں بھی نہیں کرتی ہے۔" اس نے گویا تفصیل بتائی۔

"تم تو فوراً اس کی سائیڈ ہی لینے لگتے ہو۔" شاہین برامان کے گویا ہوئی، اس نے اٹھ کر ٹی وی آف کیا جہانزیب بھائی بھی آ گئے تھے بھابھی ان کے لئے کھانا گرم کرنے کچن میں چلی گئی تھیں حمزہ فواد ماہم سو گئے تھے اور وہ خود آج بہت دنوں بعد ٹی وی کے بیٹھی تھی تو عدیم ملنے آ گیا تھا دو دن سے وہ ادھر آیا نہیں تھا۔

"تم جاؤ تمہیں نیند آ رہی ہے فضول میں میری وجہ سے تمہارا پھر موڈ خراب ہو جائے گا۔" وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی کیونکہ آج دل بہت بے کل اور پریشان تھا شیزاء سے اپنے دل کی تمام باتیں شیئر کرتی تھی عدیم سے بھی اس کی بہت دوستی تھی مگر اس سے ہر وہ بات تو نہیں شیئر کر سکتی تھی اس لئے بھی اس کے مزاج میں چڑچڑاہٹ آ گئی تھی۔

"تم کبھی بھی میرا خیال کرتے ہی نہیں ہو پہلے تمہارے پاس میرے لئے ٹائم ہوتا تھا اور اب تمہارے پاس نیند اور تھکن جاؤ جاؤ۔" وہ ناراضگی سے بولتی ہوئی اسے سناتی ہوئی چلی گئی، وہ بھی بھنا کے چلا گیا۔

"امی آپ ہر بار ایسے ہی واپس آ جاتی ہیں آنٹی سے کہتی کیوں نہیں ہیں۔" فروا جھنجلا کے بولی تھی۔

شہریار ڈرائنگ روم میں صوفے پر لیٹا تھا اور وہ دونوں ڈرائنگ روم کے ساتھ ہی سٹنگ روم جس میں اوپن کچن بھی تھا وہاں مصروف گفتگو تھیں اس کے کان ان کی باتوں پر بھی لگے ہوئے تھے وہ ہی ہر بار انہیں نفیسہ آنٹی کے گھر کے گیٹ پر چھوڑ کے آتا تھا صرف دو بار ہی اندر گیا ہوگا وہ بھی نگار بھابھی نے دیکھ لیا تھا تو انہوں نے زبردستی اندر بلا لیا تھا۔

"پتہ نہیں کیوں ہمت نہیں پڑتی ہے۔" وہ رات کے کھانے کے لئے بھنڈیاں کاٹ رہی تھیں اور فروا بھی ان کے پاس بیٹھی تھی۔

"امی آپ نے شاید ماموں جان کی حرا کے لئے بھی بات کی ہوئی ہے اس کا کیا سوچا آپ نے؟" شہریار کو تا چاہتے ہوئے بھی انہیں یاد دلانا پڑ گیا کیونکہ وہ ان کے خیالات بھی جانتا تھا حرا کے لئے۔

"بھائی جان ممانی جان ہمارے ہاں حرا کی شادی کبھی نہیں کریں گے خواہ مخواہ امی نے آپ کو وہاں پھنسایا ہوا ہے۔" فروا نے کٹی ہوئی بھنڈیاں اٹھائیں اور کاؤنٹر پر رکھ دیں۔

"فضول مت بولا کرو ابھی اتنی بڑی نہیں ہو کہ ایسے معاملات میں بولو۔" ریحانہ بیگم نے گھور کے اسے سرزنش ہی کی خود پھر کچن میں آ گئیں۔

"بھائی جان آپ امی کو منع کریں اور نفیسہ آنٹی کی بیٹی کے لئے کہیں۔" اس نے شہریار کے شانے پر ہاتھ رکھ کر گویا ہمت بندھائی اس کے لب مسکرانے لگے اپنی اس چھوٹی سی بہن کی بات سن کر۔

اس نے بھی ابھی تک نفیسہ آنٹی کی شاہین کو نہیں دیکھا تھا لیکن امی سے اس کی تعریفیں کافی سن رکھی تھیں اسے دیکھنے کا تجسس بھی تھا کیونکہ جب بھی گیا وہ نہیں ملی۔

"فروا تینوں بھائیوں کے کپڑے جمع کرو کل صبح میں مشین لگاؤں گی بہت کپڑے جمع ہو گئے ہیں۔" وہ سالن پکنے رکھ چکی تھیں ساتھ ہی اسے ہدایات دے کر اس کا ذہن ہٹانے لگی تھیں۔

"میری سنڈے کو چھٹی ہوگی کالج کی اس دن لگا لیں گا آپ اکیلی دھوئیں گی تو پھر طبیعت خراب ہوگی۔" فروا نے جھٹ انہیں منع کیا۔

"کل راحیل کی چھٹی ہے اسے ساتھ لگا لوں گی۔" انہوں نے اپنے بچوں کو خود کام کرنے کی



عادت ڈالی تھی کیونکہ وہ خود بیمار رہتی تھیں پھر فروا اتنے سارے کام وہ خود بھی تنہا نہیں کر سکتی تھی۔

"امی کو کتنی پریشانی ہے بھائی جان آپ کی اب شادی ہو جانی چاہیے۔" فروا کو اپنے بھائی کی شادی کا ارمان بھی بہت تھا اس کی تو کوشش اور دعا بھی تھی کہ جلد از جلد اس کی شادی ہو جائے۔

"امی سے ڈانٹ سنی ہے لگتا ہے جو کہا ہے وہ کرو بھی۔" اس نے مسکراتے سر پر چپت لگائی اور خود فریج سے پانی کی بوتل نکال کر پانی پینے لگا، چھ بجے تھے کہ وہ آج آفس سے جلدی آ گیا تھا راحیل اور معیل یونیورسٹی سے ابھی آئے نہیں تھے ورنہ اس ٹائم گھر میں ان کی بھی نوک جھونک اور بحث چلتی رہتی تھی۔

"امی میں رات میں کچھ دیر سے آؤں گا۔" بائیک کی کی رنگ اٹھائی برآمدے میں دیوار گیر قد آدم آئینے میں اپنا جائزہ لیا بالوں میں برش چلایا فولڈ کی اسکائی بلیو شرٹ کی آستین کھینچی اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

پورے چار دن ہو گئے تھے شاہین نے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی اور اپنے پورشن میں ہی رہتی تھی حمزہ اور فواد کے ساتھ کبھی کرکٹ کھیلنے لگتی تھی تو کبھی ناول پڑھتے بیٹھ جاتی تھی عدیم اگر سامنے آتا بھی تو سرد مہری سے گزر جاتی۔

"حد ہوتی ہے شاہین باجی میں آپ کا چھوٹا بھائی ہوں ذرا آپ کو میرا احساس نہیں ہوتا ہے۔" وہ اس کے آگے آ کر بیٹھ گیا، ناول پڑھنے میں اس قدر منہمک تھی کہ فوراً اچھل گئی۔

"ارے زلیخا تم تو ڈر جاتی ہو۔"

"فضول باتیں نہ کیا کرو۔" ہنوز ناراضگی اسی طرح برقرار تھی۔

"اچھا بس کریں یہ ناراضگی کا پریڈ بلکہ ختم کریں۔" اس نے مسکرا کے شاہین کے سراپے پر نگاہ ڈالی جو دونوں پاؤں اوپر کیئے بیٹھی تھی۔

"مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی بات میں تو فضول بکواس کرتی ہوں تم اپنی غلطی بھی نہیں مانتے ہو۔" ناول کو بند کیا اور اپنی گود میں رکھ لیا۔

"ابھی ختم نہیں ہوئی تم دونوں کی لڑائی۔" نگار بھابھی شام کی چائے کے ساتھ سموسے لئے آ رہی تھیں جو عدیم ہی لایا تھا۔

"میری تو کوئی ناراضگی نہیں ہے میری بہن کو پتہ نہیں اتنا غصہ کیوں آتا ہے بھابھی یہ تو اپنے میاں کو نخرے دکھانے میں زندگی گزار دے گی۔" اس نے سموسہ اٹھایا شاہین کے آگے لہرایا جو اس نے ہاتھ مار کے پیچھے کر دیا، حمزہ، فواد اور ماہم بھی آ گئے امی کی نگار بھابھی ان کے کمرے میں ہی چائے دے کر آ گئی تھیں۔

"تم دعا کرو کہ اس کی کسی بہت پیارے سے انسان سے شادی ہو جائے۔" نگار بھابھی کو اپنی معصوم سی سب سے ناراض سی نند بہت پیاری تھی۔

"میں تو ہر نماز میں اپنی بہن کے لئے دعا کرتا ہوں دیکھیے گا اتنا پیارا دولہا ہوگا جو انہیں اپنے ساتھ سفید گھوڑے پر لے جائے گا۔" عدیم نے شوخی و معنی خیزی سے کہتے ہوئے شاہین کو چھیڑا۔

"پیارا سا میں پیاری ہوں جو پیارا سا آئے گا۔" چائے کا کپ اٹھایا اور سیپ لینے لگی لہجے میں تپش اور طنز بھی آ گیا۔

"کیا ہے بھابھی آپ بھی شروع ہو گئیں۔" شاہین کو سن کے ہی بے زاری اور اکتاہٹ ہونے لگی۔

"بھابھی آپ لوگ شاہین باجی کے سامنے شادی کے ٹاپک سے گریز کیا کریں انشاءاللہ دیکھیے گا ان کے ساتھ بہت اچھا ہوگا۔" وہ انہیں بھی سمجھانے کے ساتھ اطمینان دلانے لگا۔



"عدیم شاہین ہر کام میں طاق، ساتھی، سوبر لڑکی ہے مجھے اسی بات پر حیرانگی اور فکر ہوتی ہے کہ اس کی بات ابھی تک کیوں نہیں بن رہی۔"

"اللہ بہتر کرنے والا ہے آپ تائی امی کو بھی تسلی دیا کریں۔"

جب قسمت مہربان ہوتی ہے تو انسان حیران رہ جاتا ہے کہ وہ اس قابل ہے اوپر والے نے اس کا اتنا خیال کیا ہے اور وہ جواب میں کیا کرتا ہے شکوہ ناشکری رونا دھونا اور آج سب یوں اچانک ہوگا شاہین تو سکتے میں آگئی تھی یعنی جو چاہا اور انجانے میں سوچا یوں پورا ہوگا وہ تو سجدے میں گر گئی تھی نہ کوئی اسے اس بار کیٹ واک کرنی پڑی نہ جتنا پڑا اسنورنا پڑا سب اس کی مرضی کے مطابق ہوا وہ اوپر والے کا جتنا شکر ادا کرتی کم تھا، مگر ایک ٹینشن ساتھ ہی یہ بھی تھی کہ شہریار کی مرضی سے یہ رشتہ آیا ہے بغیر دیکھے اس نے جیسے رضامندی دی وہ جو سوچ رہی تھی کسی کو نہیں پتہ تھا بھابھی ان بہت سمجھایا تھا۔

"جہانزیب وہ ریحانہ جواب مانگ رہی ہے۔" امی نے ان سے کہا، وہ ٹی وی پر نیوز دیکھ رہے تھے آفس سے آنے کے بعد نیوز ضرور دیکھتے تھے شاہین حمزہ اور فواد کو اسکول کا کام کروا رہی تھی ہال کمرے سے لاؤنج کی آواز باخوبی آ رہی تھی۔

"امی آپ ابھی انہیں کچھ دن سوچنے کا تو کہہ دیں۔" وہ گویا ہوئے۔

"میں نے تو کہہ دیا ہے کہ فکر نہیں کرو اگر قسمت میں ہوا تو ضرور شاہین آپ کی بہو بنے گی۔" وہ ان کے ساتھ والے ہی صوفے پر بیٹھ گئی تھیں نگار بھی آگئی تھیں وہ امی کی فکر جانتی اور سمجھتی تھیں کہ جلد از جلد شاہین کا بھی ہو جائے تین سال پہلے ہی کرن کی شادی کی تھی اس کے بعد سے انہیں بہت زیادہ شاہین کی فکر رہنے لگی تھی۔

"آپ نے ٹھیک کہا میں کسی دن بھی فارغ ہونگا تو چکر بھی لگا لونگا شہریار سے میری اچھی دعا سلام ہوتی رہتی ہے مگر امی آپ سوچ سمجھ کے ہی کچھ جواب دیجئے گا۔" وہ اپنی رائے بھی دے رہے تھے اور انہیں الرٹ بھی کر رہے تھے۔

"ریحانہ اچھی ساتھی عورت ہے میں جانتی ہوں پھر مجھے اس کے گھرانے میں کوئی خرابی نہیں لگتی ہے۔" وہ مطمئن انداز میں گویا ہوئیں۔

"امی میں اور یہ ایک بار گھر پہ شہریار سے مل آئیں گے بات چیت بھی کر لیں گے تو ہی جواب دیں گے۔"

شاہین کے کان ان کی باتوں پر ہی لگے تھے مگر دل میں جو گھبراہٹ اور وسوسے سر اٹھا رہے تھے۔

"بھیا اب میں خود کر لونگا آپ نماز پڑھ لیں۔" فواد کی آواز پر اس کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹ گیا وہ لب بھینچ کر رہ گئی سر ہلا کر اپنے کمرے میں عشاء کی نماز پڑھنے آگئی نماز وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد اس نے سوچا کہ چچا جان کی طرف چکر لگا لے عدیم سے تو اس کا جھگڑا تھا، تھا ابھی تک بھی دونوں میں بات چیت نہیں تھی اور وہ شیزاء بے مروت پر تو اسے اتنا غصہ آ رہا تھا کہ دانت پیستی ابھی اٹھی ہی تھی کہ ماہم نے اطلاع دی کہ شیزا آپی کا فون ہے۔

"شیزاء کا فون۔" کوریڈور میں آ کر ریسیور اٹھا کر چیئر پر بیٹھ گئی۔

"مل گئی فرصت درجن بھر بچوں سے۔" ترخ کے غصہ میں طنز کیا۔

"ارے کیا بتاؤں بالکل فرصت نہیں ملتی ہے وہ تو مجھے پتہ چلا کہ تیرا پروپوزل آیا ہے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ فوراً شاہ رخ سے موبائل لیا۔

تجھے مبارک باد دوں چل اب تو بھی دلہنیا بن جائے گی۔" شیزاء اپنی چہکتی اور خوشگوار آواز میں اسے شوخی سے چھیڑنے لگی۔

"ابھی رشتہ آیا ہے ہاں نہیں کی ہے تجھے عدیم نے بتایا ہوگا۔" فوراً ہی سوال ہی داغ دیا کیونکہ وہ جانتی تھی اس کی خبریں عدیم ہی دیتا تھا۔

"ارے عدیم کو تو خود فرصت نہیں بتانے کی وہ تو مجھے امی سے پتہ چلا تھا۔"

"جھوٹ مت بول یہ عدیم اسے میں خوب سمجھتی ہوں فضول میں اکڑ کے بیٹھا ہے ذرا لحاظ نہیں کرتا کہ میں اس کی بڑی بہن ہوں۔"

"ضرور تو نے فضول باتیں کی ہونگی مجھے پتہ ہے۔" وہ گویا ہوئی۔

"ہاں میں فضول باتیں کرتی ہوں ٹھیک ہے نہیں کرنی تجھ سے بھی بات۔" کھٹ سے ریسیور ہی پٹخ دیا اور آنکھوں میں آنسو بھی آگئے جس وقت شیزاء کی شادی ہو رہی تھی وہ اس کے پاس ہی ہر وقت رہتی تھی اس کی شادی کی تیاریاں ہر فنکشن میں آگے آگے تھی بہن اور دوست کا پورا کردار ادا کیا تھا۔

"شکر ہے امی اب بھائی کی شادی بھی ہو گی۔" فروا کو تو سب سے زیادہ خوشی تھی کیونکہ گھر کے ڈھیروں کام ہوتے تھے جو اس سے نہیں ہوتے تھے امی بے چاری دن بھر لگی رہتی تھیں۔

ریحانہ بیگم بھی بہت خوش تھیں کیونکہ انہیں وہ گھرانہ بہت پسند تھا ہر کام ڈسپلن سے ہوتا تھا پھر شاہین کو بھی انہوں نے گھر کے کاموں میں مصروف دیکھا تھا انہیں بہو بھی ایسی ہی ذمہ دار چاہیے تھی جو سارے گھر کی ذمہ داری اٹھا لے۔

"امی وہ جواب کب دیں گے۔" راحیل نے پوچھا۔

"میں آج بھی فون کیا تو کہہ رہی تھیں انشاءاللہ ہم اچھا ہی جواب دیں گے۔" وہ راحیل کے سر میں تیل کی مالش کر رہی تھیں۔

تکمیل مشین لگا کے اپنے کپڑے دھو رہا تھا اسے رات میں ہی ٹائم ملا تھا ریحانہ بیگم نے اپنے بچوں کی تربیت ہی الگ انداز میں کی تھی کہ بہن بھائی میں اتفاق اور محبت بھی بہت تھی ایک دوسرے کا خیال بھی بہت کرتے تھے۔

"امی آپ ایک بار پھر چکر لگا لیں تاکہ وہ جلدی یہ جواب دے دیں۔" ماہم نے انہیں کہا وہ سر ہلا کر رہ گئیں۔

"شہریار بیٹا مجھے کل شام میں نفیسہ باجی کی طرف چھوڑ دینا۔" انہیں شہریار سے اسی وقت کہہ دیا۔

"جی اچھا۔" وہ ویسے بھی کافی سعادت مند تھا گھر کی ذمہ داری بھی اس پر تھی اس لئے مزاج میں سنجیدگی بھی تھی۔

"تکمیل میرے بیٹے کب تک کپڑے دھوئے گا۔" ریحانہ بیگم تو اپنے بیٹے کو کب سے کپڑے دھوتے دیکھ کر فکرمند ہوئیں۔

"یہ لاسٹ ہیں۔" اس نے صحن میں پڑا پانی وائپر سے صاف کیا راحیل نے بھی اس کی مدد کروانی شروع کر دی ریحانہ بیگم کچن سمیٹنے لگی تھیں جبکہ شہریار نیٹ پر بیٹھا تھا، آنکھوں پر گلاسز لگے تھے اور کافی سنجیدگی سے وہ اپنے کام میں مصروف تھا ابو کے بعد سے تو وہ اور ہی بدل گیا۔

"بھائی جان چائے چلے گی۔" ماہم نے اپنے بھائی کے شانے پر ٹھوڑی ٹکا کر لاڈ سے پوچھا جب بھی موڈ میں ہوتی تھی وہ ایسے ہی کرتی تھی۔

"شیور۔" مسکرا کے اس کے رخسار پہ چپت لگائی تھی۔

وہ اپنے کام میں لگ گیا مگر اس کا ذہن شاہین کو سوچ رہا تھا جس کی آج تک اس نے

جھلک تک نہیں دیکھی تھی تجسس بھی تھا کہ ایک نظر وہ دیکھ لو لے۔

"لو یہ چائے رکھی ہے تمہاری میں عشاء کی نماز پڑھ کے سو جاؤں گی تم مین گیٹ دیکھ لینا کہ لاک ہے یا نہیں۔" ریحانہ بیگم نے ٹیبل پر سائیڈ میں کپ رکھا۔

"امی وہ آپ سے ایک بات کہنی تھی۔" اسے بولتے ہوئے جھجک بھی آ رہی تھی، مگر وہ مجبور تھا کیونکہ وہ شامین کو ایک نظر دیکھنا چاہتا تھا۔

"ہاں بولو۔" وہ سوالیہ نگاہوں سے اپنے بیٹے کو دیکھنے لگیں جو اسکائی بلیو قمیض شلوار میں ملبوس بے حد سوبر لگ رہا تھا۔

"نفیسہ آنٹی کی بیٹی کی کوئی تصویر ہے آپ کے پاس۔" اس نے پھر لب بھینچ لیے۔

"بات آگے بڑھے گی تو میں تصویر کا بھی کہہ دوں گی تم فکر نہیں کرو شامین اچھی پیاری لڑکی ہے تمہیں پسند آئے گی۔" انہوں نے شہریار کے سر پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی تھی جیسے وہ اس کی سوچ جان گئی تھیں وہ انہیں یہ کیسے بتائے کہ اس کی سوچ میں کیا کیا ہے کہیں شامین ماڈرن سی تو نہیں یا پھر جیسے اور لڑکیاں ہوتی ہیں صرف اپنے آپ میں مگن رہنے والی وہ گھر کی ذمہ داری تو اٹھا لے گی، کمپیوٹر آف کیا اور وہ کھڑا ہو گیا شمیل اور راحیل بھی کپڑے دھو کر فارغ ہو چکے تھے۔

دوسرے دن وہ چچا جان کی طرف پہنچ گئی عدیم کی آفس کی ہفتہ اور اتوار کی چھٹی ہوتی تھی اسی طرح ہی وہ اس سے بات کر سکتی تھی۔

"چچی جان عدیم ابھی تک سویا ہوا ہے، گھر کی خاموشی بتا رہی تھی کہ سب ہی سو رہے ہیں" شامین کو تشویش بھی ہوئی۔

"ارے بیٹا تمہیں پتہ ہی ہے چھٹی والے دن تو یہ گیارہ سے پہلے اٹھتا کب ہے میں اسے ہی بھی بند کر دیتی ہوں مگر اس لڑکے میں ذرا حرکت نہیں ہوتی ہے۔" ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی ہوئی شاید دوپہر کے لیے سبزی بنا رہی تھیں شیزاء کے جانے کے بعد سے چچی جان پر زیادہ بوجھ پڑ گیا تھا۔

"لائیں مجھے دیں سبزی میں صاف کر دیتی ہوں۔" اسے ان پر ترس بھی آیا پالک کھسکا کے اپنے آگے کرنے لگی تھی۔

"چھوڑو شامین بیٹا تم ایک تو آئی اتنے دن بعد ہو ایسا کرو تم چائے بنے رکھ دو اتنے میں، میں اسے اٹھا کر آتی ہوں۔"

"چچی جان میرا نہیں بتایئے گا ورنہ اور نہیں اٹھے گا۔" اسے عدیم کی ناراضگی کا پتہ تھا کیونکہ اس نے ہی تو اسے ناراض کیا تھا۔

"پھر ہو گئی تم دونوں میں لڑائی۔" وہ مسکرانے لگیں۔

شامین شرمندہ سی ہو کر کچن میں چلی گئی جب تک اپنا سارا مسئلہ عدیم سے نہیں کہہ لے گی دل کو اطمینان اور سکون کیسے ملے گا۔

کچھ ہی دیر میں وہ فریش سا ٹریک سوٹ میں ڈائننگ ٹیبل پر آ کر بیٹھا ناشتے کی ٹرے شامین نے آگے کی تو اس نے فہمائشی نگاہوں سے اسے شرمندہ سا دیکھا۔

کھانے پینے سے وہ ناراضگی نہیں رکھتا تھا ناشتہ کرنے میں جت گیا مگر بات ابھی بھی نہیں کی شامین نے مسکرا کے اس کے روٹھے ہوئے چہرے کو دیکھا۔

"تم پر ناراضگی بالکل اچھی نہیں لگتی ہے میرے چھوٹو سے بھائی۔" چہکتی اور فریش آواز میں کہا تاکہ عدیم کی غصہ کم ہو جائے۔

"پھر ناراض کیوں کرتی ہیں۔" چائے کا مگ اٹھا کر سپ لینے لگا۔

"سوری عدیم میں ہی غلط بھی کرتی ہوں اور فضول باتیں بھی کرتی ہو میرے اچھے بھائی اپنی

بہن کو معاف نہیں کرو گے۔" عدیم کی گلابی سی جھانکتی گھوری آنکھوں نے اس کا یہ انداز دیکھا۔

"پلیز شامین باجی آپ مجھ سے معافی مت مانگا کریں، آپ بڑی ہیں مجھے اچھا نہیں لگتا ہے۔" وہ خفگی سے گویا ہوا۔

"معافی مانگنے سے کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہوتا ہے جب غلطی کی ہے تو معافی بھی ضروری ہے۔" وہ عدیم کے بدلتے موڈ پر گویا خوش ہوئی۔

"روز آپ فضول بات پر ناراض ہوتی ہیں معافیاں مانگتی ہیں اور پھر دوسرے دن آپ پھر کوئی فضول بات لے کر بیٹھ جاتی ہیں۔" اسے شامین کی ان باتوں پر بہت اکتاہٹ اور بے زاری ہوئی تھی۔

"میں بھی کیا کروں کس سے کہوں غصہ آ جاتا ہے۔" فوراً اس کے آنسو بہنا شروع ہو گئے، آنچل کا کونہ پکڑا رگڑنے لگی کہ اگر باہر نکلے تو وہ پھر چیخے گا۔

"مجھے تو آپ کے رونے پر بہت غصہ آتا ہے لگتا ہے آنسو تو پلکوں پہ رہتے ہیں نکلنے کو۔" وہ چڑ کر بولا ایک زور سے ٹیبل پر پٹخا۔

بڑی مشکل سے اس نے عدیم کو منایا جب وہ ناراض ہو جاتا تھا تو شامین کو منانا مشکل ہو جاتا تھا حالانکہ غلط بات کر کے اس کا موڈ بھی خراب خود ہی کرتی تھی مگر وہ تو عدیم دل کا بہت اچھا تھا ناراضگی بھلا کر پھر پہلے جیسا شوخ بن جاتا تھا۔

"یہ اتنی بڑی ٹینشن نہیں ہے شامین باجی۔" اس کی باتیں سن کے تو وہ تو حیرانگی سے چیخنے ہی لگا وہ تو شکر تھا چچی جان کچن میں تھیں ان تک آواز نہیں گئی تھی۔

"کیوں نہیں ہے اتنی بڑی جاب مسئلہ نہیں ہے۔" وہ بولی۔

"ارے آپ سے شادی ہو جائے گی تو دیکھنا آپ کی قسمت سے شہریار کی جاب میں ترقی ہی ہو گی مجھے تو آپ پر حیرت ہے مجھے کہتی ہیں مثبت سوچ رکھو خود کی سوچ تو دیکھو۔" عدیم نے الٹا اسے طنز کرنے کے ساتھ شرمندہ کیا وہ لاجواب سی ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

"میرے دل میں وہم اور وسوسے جو ہیں۔"

"نکالیں باہر ورنہ وہ آپ کو کہیں کا نہیں رکھیں گے کیونکہ الٹی سوچ رکھ رہی ہیں ارے شکر ادا کریں اس بار آپ کی بات ہوئی کسی کے سامنے گیٹ واک نہیں کرنی پڑی آنٹی کو آپ پسند آ گئیں۔"

"اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں دیکھیے گا انشاءاللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھا ہی ہو گا کیونکہ تائی امی جہانزیب بھائی سوچ سمجھ کے ہی ہاں کریں گے وہاں۔" وہ اسے اب نرم سے لہجے میں سمجھانے لگا، وہ شامین کو جانتا تھا سمجھتا تھا وہ کتنی دوراندیش لڑکی تھی۔

"عدیم تم کہہ رہے ہو تو میں مان لیتی ہوں۔" لہجہ میں افسردگی تھی حسرت تھی عدیم نے مسکرا کے سر ہلایا کیونکہ وہ بھی یہ چاہتا تھا کہ اس کی اس بہن کی بھی جلد از جلد شادی ہو جائے جو ہیرا تھی اتنا پتہ تھا جس گھر میں جائے گی وہ گھر خوشیوں کا گہوارہ بن جائے گا۔

سب کچھ اتنی جلدی ہو گا اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا ریحانہ بیگم نے تو اس دن تو امی سے ہاں کروا کر ہی اٹھیں واپسی میں شہریار انہیں لینے آیا تو اسے اندر بلا لیا۔

شہریار انہیں سلام کرتے مودب انداز میں جھکا ہوا ڈرائنگ روم میں سنگل صوفے پر بیٹھا تھا چند منٹوں میں ہی جائزہ بھی لے لیا تھا۔

ادھر وہ حیران ہوئی کھڑی تھی دل دھک دھک کر رہا تھا پھر بھی مسکرا رہی تھیں پنک شیفون

جارجٹ کے دھاگوں کی کڑھائی کا سوٹ پہنی تھی دراز بالوں کو کیچر میں سمیٹا ہوا تھا۔

''جلدی کرو شاہین لائٹ چلی جائے گی کیا فائدہ ہوگا پھر کیونکہ امی نے کہا ہے کہ تم بھی اس طرح اسے دیکھ لوگی۔'' وہ اتنی دیر سے ڈرائنگ روم کے باہر کھڑی ہوئی تھی مگر شرم قدم آگے بڑھانے نہیں دے رہے تھے۔

''تم سلام کرتی ہوئی اندر آجانا سامنے جو بڑا صوفہ ہے اس پر بیٹھ جانا۔'' دھڑکتے دل کے ساتھ خود کو سنبھال کر وہ سلام کرتی ہوئی بھابھی کی منتخب کردہ جگہ پر جا کر بیٹھ گئی شہریار کی سحر انگیز نگاہوں نے اس سادگی کے پیکر کو دیکھا جس نے ابھی تک بھی نگاہ نہیں اٹھائی تھی ریحانہ بیگم نے اس کا تعارف شہریار سے کروایا اس وقت نگار اٹھائی وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا مارے حیا اور شرم کے مزید بیٹھنا دوبھر ہوگیا وہ تیزی سے اٹھ کر باہر نکل گئی۔

شہریار کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ رینگ گئی مگر مسکراہٹ فوراً ضبط کی کیونکہ نگار بھابھی کی معنی خیز نگاہیں بھی تو اس پر تھیں شہریار کو وہ پہلی ہی نگاہ میں اپنی شرم و گھبراہٹ سمیت پسند آگئی۔

''نفیسہ باجی بس پھر ہاں ہے اب آپ لوگ آئیے گا۔'' وہ بھی خوش ہو کر کھڑی ہوگئیں شہریار نے بھی تقلید کی۔

''نگار بیٹا بلانا شاہین کو۔'' وہ باہر آئی تھیں اور اپنا پرس کھولا، بھابھی اس کے کمرے سے بلا کر لے آئیں شہریار تو سلام کر کے پہلے ہی باہر نکل گیا تھا۔

''آج سے ہماری ہوئی۔'' اس کی مٹھی میں وہ چند نوٹ دبا کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا وہ تو ہکا بکا سی رہ گئی یقین نہیں آیا اتنی جلدی اسے اوکے کر دیا۔

''بھائی جان آپ کو کیسی لگی ہیں سچ بتائیے گا۔'' کب سے اس کے سر پر کھڑی کان کھا رہی تھی اور وہ بیڈ پر لیٹا ہوا اس کی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا۔

''ارے کتنی بار بتاؤں ٹھیک ہے تم لوگ بھی جا کر دیکھو آنا اب میرا دماغ مت کھاؤ۔'' وہ فروا کے سوالوں سے اب اکتانے لگا تھا۔

''وہ تو ہم جائیں گے ہی پہلے ان کے گھر والے تو آجائیں۔'' شہریار نے کتاب کی سائیڈ سے اپنی شوخ اور چلبلی بہن کو مسکرا کے دیکھا۔

شہریار کو ویسے بھی اپنے تاثرات چھپانے میں کافی کمال حاصل تھا امی نے اس کا رشتہ ماموں کی حرا سے دیا تھا مگر اس کی شروع سے ہی مرضی نہیں تھی مگر امی کی بھتیجی اور بھائی سے محبت کی وجہ سے وہ چپ ہوگیا تھا مگر جب ممانی نے ہی خود انکار کر دیا تو اسے سب سے زیادہ خوشی ہوئی تھی ریحانہ بیگم کو شاک تو لگا تھا مگر پھر شہریار کے سمجھانے پر ان کا دل و دماغ سیٹ ہوا تھا پھر اس کے بعد انہوں نے شاہین کو ذہن میں بیٹھا لیا کیونکہ شاہین انہیں اور لڑکیوں سے خاصی مختلف لگی تھی ہر وقت گھر میں ہی نظر آئی تھی گھر کے کاموں میں بھی وہ طاق تھی اپنے بھتیجی بھتیجوں سے وہ بہت محبت کرتی تھی ان کے ساتھ اکثر پڑھاتی ہوئی نظر آتی تھی۔

''امی شادی جلدی کیجیے گا تاکہ ہمارے رمضان اور عید آرام سے اور اچھے گزریں۔'' شمیل نے بھی اپنی رائے دی۔

''ارے پہلے بات تو آگے بڑھے جب ہی میں یہ سب کہوں گی۔'' ان بھی یہی کوشش تھی کیونکہ گھر کے کاموں سے وہ اتنی تھک جاتی تھیں کہ پھر صبح اٹھا نہیں جاتا تھا وہ تو راحیل اور شمیل خود ہی ناشتہ بناتے اور خود ہی کر کے چلے بھی

جاتے تھے فروا کا کالج تھا وہ بھی خود سے ناشتہ کر کے جاتی تھی رہا شہریار اسے وہ خود ناشتہ بنا کر دیتی تھیں کیونکہ کچن میں گھس کر وہ کبھی کھانا تک نہیں نکالتا یہی سب دیکھتے ہوئے انہیں شہریار کی شادی کی جلدی تھی تاکہ ان کی آدھی ذمہ داری سنبھالنے والی آجائے تو انہیں بھی اطمینان ہو۔

''بھائی جان سے پوچھ بھی لیا آپ نے انہیں شاہین صاحبہ پسند بھی آگئی ہیں یا نہیں۔'' راحیل کو فکر ہوئی۔

''جب اس نے خود دیکھ لیا ہے کہ پوچھنے کی کیا تک بنتی ہے اس نے مجھ سے ایسا کچھ کہا بھی نہیں ہے پھر شاہین ہر لحاظ سے پیاری لڑکی ہے۔''

''امی اگلی بار میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا ذرا بھابھی محترمہ کا دیدار تو کروں ہیں کیسی کیا پتہ ماڈرن حسینہ آپ نے پسند کر لی ہو۔'' شمیل نے بھی شوخی سے لقمہ دے کر راحیل سے تائید پوچھا۔

''فضول کی ہانکنے مت لگا کرو ایسی لڑکی کو میں بھی پسند نہیں کرتی اچھی سی سادی لڑکی ہے جیسی بھی گھر میں ویسے ہی حلیے میں شہریار کے سامنے آگئی۔'' انہیں برا لگا تو وہ گویا ہوئیں۔

''ہمارے بگ برادر تو ضرور ٹکٹکی باندھ کے بیٹھ گئے ہوں گے۔'' شمیل نے زوردار قہقہہ لگایا راحیل کی بھی ہنسی چھوٹ گئی۔

''بدتمیزوں بڑا بھائی ہے ذرا لحاظ شرم نہیں ہے۔'' وہ دونوں کو تیز لہجے میں سرزنش کرنے لگیں اندر بیٹھے شہریار کو بھی آوازیں آرہی تھیں وہ بھی مسکرانے لگا تھا۔

جہانزیب بھائی فواد، حمزہ اور نگار بھابھی امی بھی شہریار کے گھر ہو کر آگئی تھیں وہ سب ہی بہت خوش تھے نگار بھابھی تو اس وقت سے آکر اسے چھیڑے جارہی تھیں اور جب عدیم نے سنا تو وہ بھی اپنے شوخ جملے چھوڑے جارہا تھا۔

''ویسے دیکھنے میں ہے کیسا شہریار۔'' اس نے آہستگی سے کان میں سرگوشی کی اس نے عدیم کے مسکراتے شوخ لہجے پر دانت پیسے۔

''ہاں خوش ہو جاؤ تمہاری جان چھوٹ جائے گی تمہیں فضول کی ٹینشن جو دیتی ہوں۔'' وہ روہانسی ہوگئی جب سے امی نے بھابھی نے بتایا تھا وہ چند ماہ میں ہی شادی کرنے کا کہہ رہی ہیں تو اور رونا آرہا تھا ایک تو اسے اس بات پر بھی یقین نہیں آرہا تھا شہریار نے اسے اتنے سپاٹ حلیے میں دیکھ کر پسند کیسے کر لیا کوئی بھی تو خوبی نہیں تھی اسے اپنی اس کمی پر بھی رونا آتا رہتا تھا کرن کتنی پیاری اور سرخ و سفید تھی شادی کے بعد تو اس پر اور ہی نکھار آگیا تھا اسے دیکھ کر اور کم آئیگی کا احساس ہوتا تھا۔

''مجھے آپ کی ایسی فضول بات پر بہت غصہ آتا ہے۔'' عدیم برا مان کے گویا ہوا کرن بھی ان کے درمیان چلی آئی تھی وہ بھی کل رات ہی آئی تھی امی نے فون پر بتایا تھا۔

''یہ تو کرلی ہی فضول بات ہے۔'' کرن کو بھی اکثر شاہین کی ہر بات پر اعتراض ہوتا تھا حالانکہ شاہین بڑی تھی مگر بولتی کچھ نہیں تھی اندر ہی اندر صبر کے گھونٹ اتار لیتی تھی عدیم نے کرن کو گھورا وہ جدید اسٹائلش کاٹن کے کنٹراسٹ سوٹ میں لائٹ سے میک اپ میں ہمیشہ ہی پیاری لگتی تھی۔

''کرن باجی میری اور شاہین باجی کی بات ہو رہی ہے آپ ایسے تو نہیں بولیں۔'' عدیم کو کرن کا اس طرح بولنا ناگوار گزرا تھا۔

''ارے تم کیوں اسے ہر وقت چڑھاتے رہتے ہو یہ ایسے ہی باتیں کرتی ہے کوئی خوبی ہو تو بندہ اترائے بھی۔'' کرن کا ایسا طنز

شاہین کو رونا ہی آ گیا وہ آنکھوں میں آنسو لئے وہاں سے اٹھ گئی۔

عدیم بھی خفیف سا ہو گیا اسے پتہ تھا شاہین اب گھنٹوں تک روئے گی وہ اسے چھیڑنے کا ارادہ ترک کر کے اپنے پورشن میں چلا گیا تھا رات کو چچا جان چچی جان مبارک باد دینے آ گئے تھے رمضان میں تاکم ہی لگتا تھا چار ماہ اور اس چار ماہ میں تیزی سے شادی کی تیاریاں بھی کرنی تھیں، شاہین چپ چپ سی ہوئی تھی جہاں خوش ہونا چاہتی تھی کرن ایسی ٹیلی اور طنزیہ بات کرتی تو اس کا دل تک رونے لگتا تھا عدیم سے اس دن کے بعد سے بات ہی نہیں ہوئی تھی وہ عصر کی نماز پڑھ کر باہر آئی تو حمزہ اور فواد لان میں ریکٹ کھیل رہے تھے اور ماہم موبائل پر گیم کھیل رہی تھی اسی وقت عدیم مسکراتا چلا آیا۔

"کیسی ہو پاکیزہ؟" اس نے شاہین کے سنجیدہ سے چہرے کو دیکھا۔

"روز نئے نام سے پکارتے ہو۔" وہ مسکرائی۔

"کیا کروں بانو۔" وہ اپنے حسب سابق پرانے موڈ میں لوٹ آیا تھا۔

"کیا بات ہے آج کس بات پر اداس ہیں آپ۔"

"نہیں تو میں اداس تو نہیں ہوں۔" آہستگی سے اپنی مہین آواز میں اس کی نفی کی۔

"شاہین باجی میں آپ کے چہرے سے اندازہ کر لیتا ہوں کچھ بات ہے۔"

"شیزاء کی شادی کے بعد تو میں بالکل ہی تنہا ہو گیا تھا اور آپ کے جانے کے بعد تو میں بالکل ہی اکیلا ہو جاؤں گا اپنے مسئلے کس سے کہوں گا۔" عدیم بھی اداس اور مغموم سے لہجے میں بول رہا تھا۔

"شکر ادا کرنا کہ تمہیں میں اور شیزاء اتنا پریشان کرتی تھیں آرام سے رہنا۔" طنز کرنے سے باز نہیں آئی تھی وہ۔

"ٹھیک کہا شکر ادا کرنے بڑوں گا جان چھوٹی آپ سے۔" ایک دم ہی وہ غصہ میں فوراً کھڑا ہو گیا اس کا بھی تو دل اداس تھا وہ روتی ہی رہ گئی مگر وہ چلا گیا۔

دن ایسے گزرے کہ کسی کو بھی خبر نہیں ہوئی اور اس کی شادی کے دن شروع ہو گئے شاہین کو شیزاء کے نہ آنے کا بہت دکھ تھا وہ شادی کے دن پہنچی تھی۔

"اتنی بے مروت ہو تم دل کر رہا ہے گلا دبا دوں۔" دلہن بنی شاہین نے شیزاء کو بلیو ساڑھی میں ہنستا مسکراتا دیکھا ایک سالہ ریان اس کی گود میں تھا جو قلقاریاں مار رہا تھا۔

"تمہیں پتہ ہے نا میرے ہسبنڈ کا میرے بغیر گزارہ نہیں ہوتا ہے جیری ہو رہی ہے پتہ چلے گا تمہیں بھی دیکھنا ایک دن بھی آنے نہیں دیں گے شہریار بھائی۔" وہ کسی تیزی سے بولی جواب میں شاہین جھینپ گئی۔

"شیزاء بارات آ گئی ہے نکاح کے لئے اندر آنے والے ہیں۔" کرن ڈریسنگ روم میں چلی آئی آج تو وہ اور دل کھول کر تیار ہوئی تھی شاکنگ پنک کپڑوں میں وہ کسی ماڈل سے کم تو نہیں لگ رہی تھی۔

کچھ ہی دیر میں اس کا نکاح بھی ہو گیا آنکھوں سے آنسو نکلے جا رہے تھے شیزاء، ابو، بھابھی اور عدیم بھی افسردہ سے تھے، شاہین اور شہریار کی جوڑی کو سب سراہ رہے تھے شاہین ریڈ لہنگے اور میک اپ جیولری میں اس کا سادہ حسن ہتھیاروں سے لیس تھا شہریار کی جھلک کے لئے اس کے سراپے پر اٹھی تھی فروا، راحیل اور تمیل کی شوخیاں بھی جاری تھیں ساری رسموں کے بعد

وہ رخصت ہو کر شہریار کی ہمراہی میں چلی آئی تھی گلاب اور موتیوں کے پھولوں کی بھینی بھینی مہک اس پر سرور طاری کرنے لگی ریحانہ نے تو آتے ہی ان دونوں کی نظر اتاری تھی شاہین کو جانے یوں یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ کسی کے لئے اتنی اہمیت رکھتی ہے راحیل تمیل ماہم بھابھی بھابھی کہتے نہیں تھک رہے تھے نئے رشتے کے احساس نے اس کی اور اہمیت بڑھا دی تھی اور جس شخص نے اسے اہم جان کر اپنی زندگی میں شامل کیا تھا خود پر رشک آنے لگا۔

"السلام علیکم!" شہریار کی آواز نے اسے شرم سے سمٹنے میں مجبور کر دیا پورا بیڈ روم پھولوں سے آراستہ تھا شاہین کے دل کی دھڑکن تیز ہونی لگی، نازک ہاتھوں کی ہتھیلی میں پسینہ پھوٹنے لگا سانس کی رفتار تیز ہوئی، دونوں کی نگاہوں کا تصادم ہوا، حیاء سے شنگرفی پلکیں عارضوں پر جھک گئیں آواز ابھی بھی نہیں نکلی تھی۔

"خاصی آپ کی تعریفیں سنی ہیں امی سے اب آپ [illegible] ہمیں بعد میں ہی پتہ چلیں گے کہ کیا ہیں۔" مسکراہٹ لئے وہ شرارت سے بولا۔

شاہین نے اپنے ریڈ لپ اسٹک سے مزین ہونٹ بھینچ لئے رونمائی میں شہریار نے اس کے ہاتھوں میں دو خوبصورت کنگن پہنائے۔

"اس دن تو آپ نے مجھے دیکھا ہی نہیں آج تو آپ کو سارے حقوق حاصل ہیں اب اتنا بھی برا نہیں ہوں کہ آپ نگاہ تک نہیں ڈال رہی ہیں۔" وہ آہستگی سے اس کے کان میں سرگوشی کرنے لگا، شاہین کو جانے کیوں ابھی بھی اپنی قسمت پر یقین نہیں آ رہا تھا کوئی شخص اسے اتنا معتبر بھی کر دے گا وہ اسے اتنے جذبوں اور محبت سے دیکھے گا۔

شہریار وہ اس کی شرم و حیاء نے ہی تو لوٹ لیا تھا ورنہ ابھی تک بھی وہ کسی بھی صنف نازک کی جانب مائل ہی نہیں ہوا تھا۔

اس گھر میں آ کر وہ ایسی رچ بس گئی تھی کہ جیسے برسوں سے یہاں رہتی ہو اس نے کوئی دلہنوں والے اپنے ناز نخرے نہیں اٹھوائے اور نہ ہی اسے پسند تھا ولیمے کے ہوتے ہی اس نے کچن تو کیا پورے گھر کی ذمہ داری اٹھا لی تھی ماہم کو تو گویا آرام مل گیا تھا ریحانہ بیگم بھی اطمینان ہو گیا تھا شاہین ماتھے پر بل لائے بغیر تمام کام خوش اسلوبی سے کر رہی تھی مگر دل کے کسی کونے میں یہ پھانس تھی کہ وہ زبردستی تو اس گھر میں نہیں آ گئی ہے کیا پتہ شہریار اپنے ماموں کی بیٹی کو پسند کرتا ہو اس نے یہ بات کسی سے بھی نہیں کی تھی مگر ایک عدیم ضرور تھا جس سے کہہ کر اپنے دل کی پریشانی دور کر لی تھی۔

"پلیز بھابھی جلدی سے ایک آملیٹ پراٹھے کے ساتھ بنا دیں آج کافی لمبا ٹائم یونیورسٹی میں گزرے گا۔" تمیل اپنی شرٹ کے کف کے بٹن لگاتا ہوا کچن میں ہانک لگانے لگا۔

"اچھا بناتی ہوں راحیل کو بھی یہی بنا دوں۔" اس نے فریج سے انڈے نکالے اور آٹا تو وہ گوندھ چکی تھی۔

"اس کے لئے بھی بنا دیں۔" وہ پھر بولا۔

"بھابھی مجھے سلائس سینکے ہوئے چاہیے۔" فروا نے بھی اپنی فرمائش کی، اتنے میں شہریار بھی کمرے سے باہر آیا اسے دیکھ کر وہ اور گھبرا گئی کیونکہ چاروں کو ایک ہی وقت ناشتہ چاہیے تھا۔

"تم آرام یار تم پریشان مت ہو ان تینوں کو فارغ کرو میں ویٹ کر لیتا ہوں۔"

شاہین تو شہریار کے اتنے ٹھنڈے مزاج پر حیران ہوئی تھی کہ اسے نہ غصہ آتا تھا اور نہ ہی کبھی اس کے لب و لہجے میں ناگواری آئی تھی

مگر اندر دل جانے کیوں اداس تھا ابھی تک بھی مطمئن کیوں نہیں تھا ذہن اس کا پورا وقت الجھا رہتا تھا وہ تو شروع سے ڈر ڈر کے ہی رہی تھی اور آج شادی ہو جانے کے بعد بھی بے یقینی کی کیفیت میں ہی تھی۔

وہ سب اپنے اپنے کاموں پر چلے گئے تھے اور وہ گھر کے کام نمٹاتی رہی تھی رمضان بھی اگلے ماہ سے شروع ہونے والے تھے جیسے گھر میں وہ تیاریاں کرتی تھی یہاں بھی وہ اسی طرح کر رہی تھی کام سے وہ نہ پہلے گھبراتی تھی اور نہ اب گھبرا رہی تھی، ریحانہ بیگم کو اسے کسی بھی کام کا کہنا نہیں پڑتا تھا، وہ پہلے سے ہی ہر کام کر دیتی تھی کچن کی صفائی ڈرائنگ روم کی سیٹنگ سب اس نے راحیل اور شمیل کو ساتھ لگا کر کر لی تھی کیونکہ رمضان میں ایک تو ٹائم بھی کم ہوتا ہے پھر صفائیاں ذرا مشکل ہوتی ہیں۔

رات کو تھکی ہاری سی وہ کمرے میں آئی تھی عشاء کی نماز اذان کے تھوڑی دیر بعد ہی پڑھ لی تھی۔

"تم اتنا کھوئی کھوئی کیوں رہتی ہو۔" شہریار نے اس کا بغور جائزہ لینے کے بعد اسے مخاطب کیا جو شہریار کے صبح آفس کے لئے کپڑے وارڈ روب سے نکال رہی تھی ایک دم ٹھٹھک سی گئی۔

"نن.... نہیں تو۔" ہکلا کر گویا ہوئی۔

"کچھ تو بات ہے ہماری شادی کو مہینہ ہونے والا ہے تم میرے ساتھ اتنی ریزروی کیوں رہتی ہو۔" شہریار کی نگاہیں اس کے خاموش سراپے کا طواف کر رہی تھیں جو دائیں بائیں بکھری لٹوں کو کانوں کے پیچھے کرنے لگی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے میں ویسے بھی اپنے گھر میں بھی کم ہی بولتی تھی۔" وہ گویا بات بنانے لگی کہ مبادا وہ کچھ اور ہی نہ سمجھ لے۔

"مجھے ایسا لگتا ہے کہ تم کچھ سوچتی رہتی ہو شاہین اگر کوئی پرابلم ہے تو مجھ سے شیئر کرو پلیز۔" وہ اتنے پیارے اور اپنائیت بھرے لہجے میں اس سے بول رہا تھا کہ چونک کر اسے دیکھنے لگی وہ اس کے اس انداز کو کیا سمجھے محبت پیار یا ہمدردی آخر وہ اس سے کچھ کہہ کیوں نہیں دیتی جو وہ سوچتی رہتی ہے۔

"شاہین تم میرے پاس ہو کر بھی میرے پاس نہیں ہوتی ہو بولو تمہیں مسئلہ کیا ہے یا تمہیں ہم لوگ پسند نہیں تھے جو تم نے زبردستی اس رشتے پر سر جھکایا۔" اس کا لہجہ آواز چہرہ یکدم ہی سنجیدہ ہو گیا شاہین ہق دق سی اسے دیکھنے لگی وہ تو الٹا ہی اسے غلط سمجھ رہا تھا وہ اس کے بارے میں کیا سوچ رہی تھی اور وہ اسے کیا کہہ رہا تھا۔

"نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے سچ کہہ رہی ہوں۔" بوکھلاہٹ اور گڑبڑاہٹ کا شکار ہو گئی سانس اسے لگا رکنے لگی ہو حواس باختہ بھی ہو گئی۔

"مگر مجھے کچھ گڑبڑ لگتی ہے تمہارے ساتھ کچھ تو پرابلم تھا۔" اپنے کپڑے اس کے ہاتھ سے چھینے یہ بھی غصہ اور ناراضگی کا انداز تھا شاہین پریشان ہو گئی وہ کپڑے لے کے کمرے سے نکل گیا۔

اس رات دل و دماغ نے بہت لعنت ملامت کی کیوں وہ غلط سلط سوچتی ہے جب وہ اتنا خیال رکھتا ہے تو کیوں وہ غلط فہمی دل میں پال رہی ہے اس کے انداز میں جب ناگواری نہیں تو کیوں وہ ابھی بھی اظہار چاہتی ہے، خود ہی وہ شرمندہ بھی ہوتی رہی اور خوامخواہ شہریار کو ناراض بھی کر دیا چند دن تک وہ اس سے فاصلوں پر ہی رہا، شب رات آئی وہ رات اس نے خوب عبادت میں گزاری پوری رات شہریار، راحیل اور شمیل بھی مسجد میں رہے تھے فجر تو نیند کی پڑی تھی

عشاء کی نماز پڑھتے ہی سو گئی شاہین کو یہاں سب کچھ نیا نیا لگ رہا تھا رمضان شروع ہوئے تو اسے وہ دن بھی بالکل نئے لگے سحری میں وہ اور ریحانہ بیگم ساتھ مل کر سحری بناتی تھیں پھر راحیل شمیل کو اٹھانا وہ بھی ایک مرحلہ ہوتا تھا شہریار کا موڈ ابھی تک آف ہی تھا وہ اس سے اکثر خود کوئی نہ کوئی بات کرتی رہتی تھیں جو وہ ہوں ہاں کرتا رہتا تھا۔

رمضان کا پہلا عشرہ گزر گیا تھا، گھر سے امی اور بھابھی آ چکی تھیں اسے رہنے کے لئے دعوت بھی دے گئی تھیں کہ وہ باقی روزے وہاں آ کر رکھے وہ جانا چاہ رہی تھی مگر شہریار نے صاف انکار کر دیا تھا۔

"کیا مطلب ہے میں نہیں جاؤں۔" وہ روہانسی ہو گئی۔

"مطلب یہ ہے کہ رمضان کے بعد چلی جانا ابھی گھر میں مسئلہ ہوگا۔" وہ عشاء کی نماز اور تراویح پڑھ کر آیا تو وہ اسے لاؤنج میں بیٹھی ملی تھی۔

"جی اچھا جیسے آپ کی مرضی۔" اس نے بھی زیادہ بحث کر کے اس کا موڈ خراب کرنے کی کوشش نہیں کی کیونکہ امی اسے یہی کہہ گئی تھیں کہ شہریار کی رضامندی کے بغیر بالکل نہیں آنا۔

"کیوں اتنی سعادت مند بن رہی ہو اگر دل میں کچھ ہے تو مجھ سے کہتی کیوں نہیں ہے میں بھی دیکھتا ہوں کب تک برداشت کرتی ہے۔" وہ کمپیوٹر آن کر کے بیٹھ گیا۔

"بھائی جان مجھے بھی کچھ کام کرنا ہے۔" شمیل کو بھی اپنا کام یاد آیا وہ اس کی پشت پر آ کر کھڑا ہو گیا۔

"یار ابھی تو بیٹھا ہوں دن بھر اس کے موڈ کا پتہ نہیں ہوتا ہے۔" جھنجھلا کر شاہین کو دیکھ کر طنز کیا وہ جز بز سی اسے دیکھنے لگی۔

"اوکے آپ کر لیں میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔" وہ شہریار کی پشت پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"لو اسے بھی ابھی خراب ہونا تھا۔" اس نے بے زاری سے کی بورڈ پر ہاتھ مارا شاہین کی سہمی نگاہوں نے اس کے بدلتے تیور دیکھے جو اور زیادہ بگڑے ہوئے لگ رہے تھے اسکائی بلیو کرتے شلوار میں اونچا لمبا شہریار بے حد ڈیسنٹ لگ رہا تھا حالانکہ اس نے کبھی یہ دعا نہیں مانگی تھی کہ اس کا جیون ساتھی خوبصورت ہو مگر اوپر والا مہربان تھا جس نے اسے سب کچھ ہی بہت اچھا دیا ہوا تھا سب ہی اس کی قدر بھی کرتے تھے وہ بھی جواب میں ان سب کا بہت خیال رکھتی تھی۔

"آپ نیٹ والے کو پیسے کیوں دیتے ہیں، جب وہ آپ کو مکمل سروس نہیں فراہم کرتا۔" وہ چپ بیٹھا ہوا تھا اسے دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔

"کوئی فائدہ نہیں ہے۔" کمپیوٹر آف کیا چیئر کھسکا کے وہ کھڑا ہو گیا شاہین پیچھے ہو گئی۔

"آپ ایسے ہیں تو۔" وہ اس سے بلاوجہ بات کرنا چاہ رہی تھی تاکہ کسی طرح شہریار کا موڈ تو ٹھیک ہو جائے۔

"میں آپ کو اب تک آپ کو کچھ نہیں کہہ سکا۔" طنز کرتا ہوا ڈرائنگ روم سے نکلا شاہین شرمندہ سی ہو گئی۔

اس دن جہانزیب کا فون شہریار کے پاس آ گیا مجبوراً اسے آنے کی ہامی بھرنی پڑی جبکہ اسے آفس کی وجہ سے ذرا ٹائم نہیں تھا آفس جانے کے بعد اس نے شاہین کو اس کے میکے چھوڑ دیا تھا اور خود نے افطار کے وقت آنے کا وعدہ کر لیا تھا۔

"آپ تو وہاں جا کر ہمیں تو بھلا ہی گئی ہیں۔" ماہم نے ناراضگی سے شکوہ کیا کیونکہ اس کے جانے کے بعد اس کا دل تو گھر میں بہت مشکل سے لگا تھا ورنہ وہ تو ہر وقت ہی شاہین کے ساتھ لگی رہتی تھی۔

"کیا کروں وہاں پر مجھے خود نام کا پتہ نہیں چلتا ہے۔" وہ بھابھی کے ساتھ بھی یہاں افطاری وغیرہ بنوانے میں مدد کرنے لگی تھی۔

"لگ رہا ہے آپ کے انداز سے۔" ماہم نے گویا پھر خفگی سے طنز کیا۔

"اچھا دادی اماں مجبوری تھی اب میں روز روز کے تو آنے سے ہی دیکھنا پڑتا ہے کہ کب آتا ہے۔"

"ارے شاہین تم اس کی باتوں پر کیوں جا رہی ہو تو بچی ہے اسے کیا خبر تم بالکل ٹھیک کر رہی ہو۔" بھابھی چنے واش کرنے رکھ چکی تھیں وہ لوازمات کاٹ رہی تھی۔

"بھابھی عدیم کی مصروفیات کیا ہیں۔" اسے خیال آیا تو اس کی بابت دریافت کیا شادی کے بعد اب تو اس کی بات ہوئی ہی نہیں تھی۔

"آفس سے فرصت ملتی کب ہے کبھی رات میں آجاتا ہے زیادہ تر۔" وہ بتانے لگیں۔

"ہوں اور وہ شیزا اسے تو فرصت ہی نہیں ہوگی فون تک تو کرتی نہیں ہے میں ہی اسے کئی بار کر چکی ہوں غصہ آتا ہے مجھے اس پر بھی۔" اسے شیزا کی لاتعلقی پر بھی افسوس ہوتا تھا جو شادی کے بعد ایسی میاں کی پیاری ہوئی کہ اسے اب کوئی پیارا لگتا ہی نہیں تھا۔

"بچے کی وجہ سے پریشان رہتی ہے بہت تنگ کرتا ہے۔" وہ بولیں۔

"نہیں بھابھی اس کے تو یہی بہانے ہیں میں بھی بیٹھے اس سے بات ہی نہیں کروں گی۔" اسے بھی دکھ کے ساتھ غصہ آنے لگا۔

"میں اب کیا کہہ سکتی ہوں تم تینوں کی ایسی ہی لڑائی چلتی رہتی ہے اور پھر دوستی بھی ہو جاتی ہے۔" سارے برتن ترتیب دے کر انہوں نے ڈائننگ ٹیبل پر رکھ دیئے تھے۔

"پھپھو شہریار انکل کا فون ہے۔" نواز نے اطلاع دی۔

شاہین فوراً ہی فون اٹھا لیا کیونکہ شہریار کا فون آنا باعث خیریت تھا۔

"دراصل میں، میں آج افطار پر نہیں آ سکتا آفس میں ہوں کافی کام ہے ہو سکتا ہے مجھے کل اسلام آباد جانا پڑے تم دو تین دن اپنی امی کی طرف ہی رہ لو۔" شہریار کی گمبھیر سپاٹ سی آواز نے اسے چونکا دیا تھا۔

"نہیں میں گھر آ جاتی ہوں۔" وہ بولی شہریار کی رکھائی سے دکھ دینے لگی۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے میں نے گھر بھی فون کر دیا ہے امی کو بتا دیا ہے تم بھی ایسا کرنا امی سے بات کر لینا او کے اللہ حافظ۔" آگے سے اس نے کوئی بات ہی نہیں سنی اور ریسیور رکھ دیا تھا۔

شاہین کا دل اداس ہو گیا کیونکہ شہریار کا رویہ دن بادن بدلتا جا رہا تھا اور یہ بات اس کے لئے خاصی فکر کا باعث تھی امی سے کہتی بھابھی سے کہتی تو الٹا اسے ہی سننے کو ملتی تھیں آنکھوں میں نمی آ گئی تھی پہلے اس کی دوسری فکریں تھیں اور اب شادی کے بعد فکروں کی نوعیت ہی بدل گئی تھی دل اندر سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا تھا۔

دو دن تک وہ وہیں رہی تھی شیزا بھی رہنے آ گئی تھی اسے ملنے آئی تو ساری ناراضگی بھلا کے اس سے اپنی ساری باتیں شیئر کرنے لگی۔

"واٹ شاہین مجھے تجھ سے کم از کم اس بے وقوفی کی امید نہیں تھی۔" شیزا اسے سخت سست سنانے لگی اور وہ سر جھکائے پریشانی میں مبتلا تھی۔

"پتہ نہیں کیوں میرے دل کو اطمینان نہیں ہو رہا ہے۔"

"حد ہوتی ہے شاہین اس بے وقوفی کی شہریار بھائی اتنے نائس ہیں مجھے تو ایسا کچھ نہیں لگ کہ وہ تجھے برداشت کر رہے ہوں کیوں تو نے

اندازہ نہیں کیا۔" لہجہ معنی خیز تھا وہ جھینپ سی گئی کیونکہ شیزا کی بات کا مطلب جو واضح تھا۔

"اچھا مجھے بتا اب کیا کروں وہ مجھے بہت اگنور کرنے لگے ہیں۔" وہ اپنی غلطی مان رہی تھی اور اس سے مسئلے کا حل بھی چاہ رہی تھی۔

"خیریت تو ہے آپ دونوں ہے جو بہت یوں بیٹھی ہیں۔" عدیم ان دونوں کی تلاش میں لاؤنج میں آ گیا۔

"آپ یہاں بیٹھی ہیں ادھر آپ کے بیٹے نے اپنے کپڑے خراب کر لئے ہیں۔" وہ شیزا کو دیکھ کر بولا۔

"آتی ہوں شاہین میں ریان کو چینج کر دوں۔" وہ ریان کو لے کر بھاگی تھی، عدیم مسکرا کے بغور اس کا جائزہ لینے لگا شاہین بھی جواب میں اسے گھورنے لگی وہ سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"خیریت تو ہے تمہارے میاں کا مزاج تو ٹھیک ہے روزہ افطار کرنے تک نہیں آئے۔" شوخی سے بول کر اسے دیکھنے لگا۔

"ہر وقت فضول ہی بکا کرو۔" وہ اس پر کشن اچھال کر گویا ہوئی۔

"ہاں بھئی شہریار صاحب کے آ گئے اب تو ہم فضول ہی لگیں گے۔" عدیم نے ادھر ادھر دیکھ کر ہنسا۔

"شادی کے لئے ہامی کیوں نہیں بھرتے ہو چچی جان بے چاری کتنی پریشان ہیں گھر کے اتنے کام ہوتے ہیں۔" وہ عدیم کی شادی کے ٹاپک پر آ گئی جس سے وہ اکثر برے برے منہ بنانے لگتا تھا۔

"کام کرنے کے لئے میں نے دو دو ماسیاں رکھ دی ہیں انہیں اب کون سا اتنے کام ہوتے ہیں۔" وہ چڑ کے بولا۔

"میں نے چچی جان سے کہہ دیا ہے فوراً کے بارے میں سوچ لیا جیسا تمہارا مزاج ہے بالکل اسی طرح سے شوخی سی دونوں ایک دوسرے کا دل بہلاتے رہو گے۔" شاہین مسکراتے ہوئے معنی خیزی سے بولی عدیم نے اسے گھورا۔

"آپ نے امی سے کہہ دیا۔" وہ تو اچھل گیا۔

"اور کیا کب تک تم ایسے پھرو گے۔" وہ عدیم کے سنجیدہ ہونے پر بھی ذرا نہیں چونکی بلکہ اطمینان سے ہی بیٹھی رہی۔

"آپ سے کس نے کہا کہ آپ رشتہ کرانے والی ماسی بن کر میرا رشتہ جوڑیں۔" وہ تو سنجیدہ ہو کر اسے ڈانٹنے لگا۔

"عدیم تمیز سے میں بڑی ہوں تم سے۔" شاہین کو بھی اس کا یہ انداز غصہ دلانے لگا۔

"میں آپ کی عزت کرتا ہوں مگر مجھے یہ شادی وغیرہ نہیں کرنی ہے۔" فوراً اپنا لہجہ درست کر لیا۔

"ٹھیک ہے نہیں کرو کچھ نہیں لگتی میں تمہاری میں تمہاری باتیں مانوں اور تم یہ بات نہیں مانو گے۔" وہ بھی افسردگی سے بولی۔

"شاہین باجی یہ میری زندگی کا فیصلہ ہے۔" وہ گڑبڑا گیا۔

"مت بولو میں نے اپنی زندگی کے ہر فیصلے میں تم سے مشورہ لیا اور تمہاری مانی بھی ہے۔" وہ کھڑی ہوئی رونا جو آنے لگا، عدیم اس وقت بری طرح پھنس ہی گیا کہ کیا کرے یہ نہیں تھا کہ وہ شاہین کی بات کی اہمیت نہیں رکھتا تھا۔

پورے ایک ہفتے بعد وہ گھر گئی تھی شہریار لینے نہیں آیا تھا بلکہ ٹیکسی اسے لینے آیا تھا شاہین رنجور سی ہو گئی تھی کیونکہ اسے شہریار کی سرد مہری بہت دکھ دے رہی تھی، رمضان کا آخری عشرہ بھی اختتام پذیر تھا عید کی شاپنگ ریحانہ بیگم نے ہی

اسے کرائی تھی کیونکہ شہریار کو ذرا فرصت نہیں تھی وہ اگر اس سے بات کرنے کے لئے بیٹھتی تو وہ آگے سے اپنے آفس کے کام نکال لیتا تھا اور پھر دل مسوس کے وہ کمرے سے ہی نکل جاتی تھی۔

وہ بیٹھا ہوا ٹی وی دیکھ رہا تھا شامین اسے چائے دے کے گئی تھی کمیل اور راحیل عشاء کی نماز اور تراویح سے ابھی تک واپس نہیں آئے تھے فروا اپنے کالج کا کام کر رہی تھی۔ اس کے رشتے کے متعلق چچی جان اور چچا جان بات کر آئی تھی ریحانہ بیگم کو بھی اس نے بتا دیا تھا مگر ابھی تک شہریار سے ذکر نہیں کیا تھا۔

''سنیئے مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔'' وہ رائٹنگ ٹیبل پر بیٹھا جھکا ہوا کچھ لکھ رہا تھا شہریار نے چونک کے اس پر نگاہ ڈالی آج پہلی بار یوں استحقاق سے مخاطب ہوئی تھی ورنہ فاصلوں پر رہ کر بات کرتی تھی ڈائری بند کی اور اس کی جانب متوجہ ہو گیا۔

''ہوں بولیے۔'' کاسنی لان کے کپڑوں میں اپنے سادے سے حلیے میں وہ شرم و حیاء کا پیکر بات کرتے وقت نگاہ تک تو ملا نہیں رہی تھی۔

''میں نے فروا کے لئے چچی جان سے بات کی ہے عدیم کے لئے آپ کو عدیم کیسا لگتا ہے۔'' قدرے توقف کے بعد وہ گویا ہوئی اسٹڈی روم میں اس ٹائم وہ دونوں تھے اس لئے بھی شامین کو ایزی ہو کر بات کرنے کا موقع مل گیا تھا۔

''امی نے بتایا تھا ہاں اچھا لڑکا ہے پڑھا لکھا شوخ سا۔'' وہ مسکرایا۔

''آپ کو اعتراض تو نہیں آپ سب سے پوچھے بغیر میں نے فروا کا رشتہ دے دیا۔'' وہ شہریار کے اتنے نرم رویے پر حیران رہ گئی ورنہ تو وہ بھی ضرور اسے طنزیہ جملے سننے کو ملیں گے۔

''کیوں فروا تمہاری بہن ہے اگر تم نے ہم سب سے پوچھے بغیر بھی رشتہ دے دیا ہے تو کیا ہوا بلکہ یہ تو خوشی کی بات ہے کہ تم ہم سب کو اپنا سمجھتی ہو اس گھر کے سارے مسئلوں کو اپنا سمجھتی ہو۔'' وہ عام سے لہجے میں کتنی گہری بات کر رہا تھا شامین اپنے پچھلے رویوں پر شرمندہ ہو کر لب کچلنے لگی۔

''عدیم مجھے بھی اچھا لگتا ہے اور پھر ایسے پیارے اور زندہ دل لوگ بہت کم ملتے ہیں۔'' وہ چیئر سے ٹیک لگا کر اس کے جھکے ہوئے سراپے کو بغور دیکھنے لگا جس کے چہرے پر شرمندگی ندامت سب ہی نمایاں تھا۔

''عدیم کو فروا پسند آ جائے گی۔'' شہریار نے قدرے توقف کے بعد پوچھا۔

''کیوں نہیں آئے گی ہماری فروا میں کیا کمی ہے پڑھ رہی ہے سارے کام آتے ہیں اور سب سے بڑی بات سب کی عزت کرتی ہے۔''

''او کے پھر بات ہی ختم اگر عدیم کی مرضی ہو تو ہم یہ رشتہ قبول کرنے میں ذرا دیر نہیں کریں گے کیونکہ میری بھی اس سے خاصی اچھی بات چیت ہے بہت عزت کرتا ہے میری۔'' وہ بھی عدیم کی تعریف کرنے لگا کیونکہ جب بھی شادی کے بعد ملاقات ہوئی عدیم اچھی طرح ہی ملا تھا۔

''چچی جان ہو سکتا ہے ایک دو دن میں جواب دے دیں۔'' اس نے قریب ہو کر بتایا حالانکہ عدیم سے اس کی بات ہو چکی تھی وہ شادی پر راضی ہی نہیں تھا دل ڈر بھی رہا تھا کہ اگر عدیم نے آج مان توڑ دیا تو کیا ہو گا سارے بھرم ٹوٹ جائیں گے رات دن ہر نماز میں یہی دعا تھی اس نے جان کے عدیم کی رضامندی جاننے کے لئے چچی جان کو فون بھی نہیں کیا۔

''اور کوئی بات ہے تو وہ بھی کر لو۔'' شہریار کے لہجے میں ایک دم ہی ذو معنی طنز بھی در آیا، اس نے چونک کر اسے دیکھا کیونکہ بولتا کبھی نہیں تھا مگر

جب بھی بولتا تھا جانے کیوں باتوں کا مفہوم ہی دوسرا لگتا تھا مگر وہ نارمل بھی لگتا۔

''جی اور کوئی تو بات نہیں ہے۔'' آہستگی سے گویا ہوئی۔

''عجیب بے وقوف لڑکی سے پالا پڑا ہے جانے کیوں میرے دل کی بات کیوں نہیں سمجھتی ہو۔'' وہ سوچنے لگا مگر نگاہ شامین سے پھر بھی نہیں ہٹائی تھی دل اکسا رہا تھا کہ اس کی ایک نہیں سنے اور اپنی کر لے۔

''مجھے تو آپ سے اور بھی بہت کچھ کہنا ہے مگر کیا کروں ہمت ہی نہیں پڑتی ہے آپ کے اتنے سپاٹ سرد مہر انداز دیکھ کر۔'' وہ مرے مرے قدموں سے واپس مڑ گئی تھی شہریار نے زور سے ڈائری ٹیبل پر پٹخی جو ابھی بھی شاید بے خبر تھی۔

وہ تین دن بھی اتنی تیزی سے گزرے کہ آخری روزہ بھی آ گیا چاند نظر آتے ہی اس نے گھر فون کیا خوشی کی خبر سننے کو ملی کہ عدیم نے رضامندی دے دی ہے اسے تو یقین ہی نہیں آیا نوزیہ بیگم کو فوراً خبر سنائی فروا تو جھینپ کے کونے میں ہی بیٹھ گئی نان اسٹاپ چلتی اس کی زبان کو بھی بریک لگ گیا۔

''امی کل ہی چچا جان کے گھر سے اور امی کے گھر سے مٹھائی وغیرہ لے کر آئیں گے۔'' شامین کچن میں لگی ہوئی تھی صبح کی تیاری کر رہی تھی شیر خورمہ وہ رات کو ہی بنا کر رکھ رہی تھی۔

''کچھ چیزیں گھر میں بنا لیں گے اور کچھ باہر سے منگوا لیں گے۔'' وہ بھی اس کے ساتھ کام میں لگی ہوئی تھیں فروا ڈرائنگ روم کے کشن کے کور چینج کر رہی تھی کمیل سب بھائیوں کے کپڑوں پریس کر رہا تھا۔

''کھانے کا بھی کر لیں گے کیونکہ رات میں ہی تو آئیں گے سب۔'' انہوں نے کہا۔

شہریار اندر باہر کے کئی چکر لگا چکا تھا وہ اس کی پریشانی سمجھ رہی تھی۔

''تم جلدی جلدی کام ختم کرو صبح پھر اٹھا نہیں جائے گا۔'' شیر خورمہ کو وہ فریج میں رکھنے لگیں کھیر بھی شامین نے بنائی تھی سموسے اس نے دو دن پہلے ہی بنا کر رکھ لئے تھے سارے کاموں سے فارغ ہو کر وہ بھی کچن سے نکل گئی۔

شہریار لاؤنج میں ٹی وی دیکھ رہا تھا گھر کی ساری لائٹس وہ آف کر چکی تھی۔

''آپ سوئے نہیں۔'' حیرانگی سے پوچھا۔

''کیسے سوؤں مجھے تو یہ پریشانی دیتی ہے کہ تمہارے ساتھ کوئی تو پرابلم ہے۔'' وہ ایک دم ہی جلبلا کر بولا تھا شامین سہم کر رہ گئی کیونکہ اس کا موڈ ابھی تک آف ہی لگ رہا تھا مگر اس پہر وہ کوئی بدمزگی بھی نہیں چاہتی ہے۔

''سچ میں کوئی پرابلم نہیں ہے۔'' منمنائی کن انکھیوں سے اسے دیکھا۔

''تم اس گھر میں خوش ہو ساری ذمہ داری احسن طریقے سے نبھا رہی ہو اور مزید احسان تمہارا

یہ کہ تم نے اپنے بھائی سے فروا کا رشتہ کروا دیا جو ہم نے سوچا بھی نہیں تھا مگر شامین جانے کیوں مجھے ایسا لگتا ہے تم کسی الجھن کا شکار ہو۔'' اس نے شامین کا ہاتھ پکڑا اور بڑے صوفے پر بٹھا دیا، وہ گم گم سی اس کی ساری باتیں سنتی گئی گہرائی میں جا کر وہ اس کا جائزہ لیتا رہا۔ شہریار نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں جکڑ لیے۔

''یار ہماری یہ شادی کے بعد پہلی عید ہے ہم دونوں کیا اس عید ویش کرا نہیں سکتے، جبکہ تم نے مجھے اتنی بڑی خوشی دی میرا فرض نہیں ہے کہ میں بھی تمہیں خوشی دوں۔'' معنی خیزی سے بولتا ہوا وہ اس کی فسوں خیز آنکھوں میں جھانکنے لگا شامین نے جھینپ کر سر جھکا لیا کیونکہ جب دل کی بدگمانی ختم ہوئی تو دہرانا تو فضول ہی تھا۔

''میں سمجھتی تھی کہ آپ نے صرف اپنی امی کی وجہ سے مجھ سے شادی کی آپ اپنی کزن سے انبح تھے کیا پتا اسے..... ؟'' بولتے بولتے رک گئی۔

''کیا تم یہ سب سوچتی رہی ہو او دمائی گاڈ۔'' شہریار کا تو دل چاہا اپنا سر پیٹ لے، وہ شرمندہ سی لب کچلنے لگی۔

''بیوقوف لڑکی مجھے جیسی پسند تھی لڑکی ویسی تم ہو ہاں البتہ مجھے پیار بھرے جملے بولنے نہیں آتے ورنہ میں پہلی رات ہی تمہاری غلط فہمی دور کر دیتا۔'' وہ زور سے ہنسا کیونکہ وہ تو سمجھا تھا کہ شامین شاید خود کو یہاں ایڈجسٹ نہیں کر پائی ہے جب ہی اس سے کچی کچی رہی ہے۔

''سوری۔'' اس نے لب کچلنے کے بعد لب کھولے۔

''سوری کی تو کوئی بات ہی نہیں ہے محض تم غلط سوچتی رہی ہو اور کچھ نہیں تھا۔'' اس نے شامین کے ہاتھ پکڑے اور سینٹر ٹیبل سے گجرے

اٹھا کر اس کی کلائیوں میں پہنا دیے، وہ حیرت و انبساط کی تصویر بنی دیکھتی رہی۔

''تمہاری کلائیوں میں گجرے بہت جچتے ہیں اور مجھے اپنی سنوری بیوی چاہیے صبح عید ہے اور میری عیدی کا خیال رکھنا۔'' لہجے میں معنی خیزی آنکھوں میں شرارت تھی وہ شرم و حیا کے حصار میں لپٹی گجروں کو دیکھنے لگی۔

شہریار کی جذبے لٹاتی نگاہوں میں بہت کچھ تھا اس کی کلائی پر اپنے پیار کی مہر ثبت کر دی شامین اپنے رب کا جتنا شکر ادا کرتی کم تھا قدر کرنے والا جیون ساتھی ملا۔

دوسرا دن خوشیوں سے بھرا تھا پورا دن مہمانوں کی آمد و رفت پھر رات میں چچا جان اور امی کے گھر سے سب ہی نے ڈیرہ جما لیا تھا ان کی شرارتوں سے بھرپور آوازوں نے الگ رونق لگا دی تھی عدیم کو بھی شہریار نے خاص طور پر بلوایا تھا۔

''تھینک یو عدیم تم نے آج میرا مان رکھ لیا ہے۔'' اس نے عدیم کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا آنکھوں میں نور مسرت سے نمی آ گئی پلک جھلملاتے کپڑوں میں شہریار کو وہ آج کہیں کی شہزادی لگ رہی تھی۔

''میری بہن نے یہ رشتہ جوڑا ہے اور خدا کی قسم اس دل میں آپ کا احترام بہت ہے پھر آنسو وہ بھی خوشی کے موقع پر۔'' عدیم نے مسکراتے ہوئے اسے مصنوعی خفگی سے ٹوکا۔

''یار تمہاری بہن کی آنکھوں میں پانی کہاں سے آ جاتا ہے۔'' شہریار بھی چلا آیا۔

''ہم نے تو آپ کے حوالے کر دی اپنی بہن ان کے آنسوؤں پر بند باندھیے۔'' وہ شوخی سے بولا ہوا اندر کی طرف چل پڑا ابھی اسے فروا کو عید مبارک بھی تو کہنا تھی۔





